International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 01,Jan-June 2023
PP: 167-179

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

اسلام میں حلال سیاحت کی حدود وقیود

Limits and restrictions of Halal Tourism in Islam

Dr Muhammad Fakhar Ud Din
Lecturer, Department of Islamic Studies, UST, Bannu
Email: dr.fakhar@ustb.edu.pk

Shohab Khan
Doctoral Candidate Islamic Studies, Department of Islamic Studies, UST, Bannu
Email: shohabsurani@gmail.com

Dr Fazal Ilahi khan
Assistant professor, Deptt of Islamic Studies, Qurtuba university, D.IKhan
Email: dr.fazalilahikhan@gmail.com

Abstract

Islam teaches moderation not only in worship, but also in every field and aspect of life, he exhorts to moderation. The religion of Islam can also be called the religion of nature, this is the reason and this is the distinguishing feature of Islam is that it has not only permitted all the legitimate desires and needs of mankind, but has also set strong rules and regulations to fulfill them in a proper way. Therefore, the atmosphere of peace and moderation in the society is maintained and riots do not arise. Nowadays, tourism has become an important part of human life. Along with this fact, many opportunities and aspects of entertainment distract a person from religious values and path. For this

CC BY

reason, a religious person especially avoids visiting such places where an atmosphere against religious values. Halal tourism means the tourism that during the journey, all those people who want to live in an Islamic way, are provided with services in accordance with the complete Islamic requirements, for example, during the journey, men are required to serve in airplanes, ships, trains or buses, while women are required to serve them. Women employees provide their services for women.

***Key Words**: Tourism, Islamic Law, Entertainment, Tourism, Islamic Limits.*

تمہید:PROLEGOMENON

دین اسلام ضابطہ حیات ہے، جو فقط عبادات میں میانہ راوی اور اعتدال کا درس نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر پہلو میں میانہ راوی اور اعتدال کی تلقین کرتا ہے۔ دین اسلام کو فطرت کا دین بھی کہا جاسکتا ہے اسی وجہ سے اسلام کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ وہ بنی نوع کی تمام جائز خواہشات اور ضروریات کا نہ صرف اجازت بلکہ احسن طریقے سے انجام دینے کے لئے مضبوط اصول وضوابط بھی متعین کرچکا ہے تاکہ معاشرے میں امن اور اعتدال کا فضا برقرار ہو اور فساد برپا نہ ہو۔ دوسری طرف مادر پدر آزاد معاشروں کی طرح اسلام زندگی برائے کھیل کود یا جیو اور مرو کی فلسفے کا قائل نہیں بلکہ حدود وقیود میں رہتے ہوئے کھیل کود، سیر و سیاحت ، طنز ومزاح، خوش طبعی کی اجازت کے ساتھ ساتھ اس کی تلقین وتاکیدکرتاہے وجہ یہ ہے کہ دین اسلام سستی اور کاہلی کی حوصلہ شکنی جبکہ چستی اور خوش طبعی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ روایات کے مطابق قوی مؤمن ضعیف مؤمن کی نسبت اللہ کے ہاں بڑا درجہ رکھتا ہے کیونکہ ایک کمزور،کاہل اورسست انسان کی نسبت چست اور خوش حال انسان خوشی خوشی عبادات واحکامات پر عمل پیرا ہوسکتا ہے۔

حلال سیاحت کا تعارف: INTRODUCTION OF HALAL TOURISM

حلال سیاحت سے مراد وہ سیاحت ہے کہ دوران سفر وہ تمام لوگ جو مکمل اسلامی ماحول میں رہناچاہتے ہیں ،کو مکمل اسلامی تقاضوں کے عین مطابق خدمات فراہم کئے جاتے ہیں مثلاً دوران سفر ہوائی جہازوں ،بحری جہازوں،ریلوں یابسوں میں مردوں کی خدمت کیلئے مردملازم جب کہ خواتین کیلئے خواتین ملازم خدمات فراہم کرتی ہیں۔جن کالباس اوروضع قطع غیر شرعی کی بجائے مکمل اسلامی ہوتا ہے ساتھ ساتھ پنجگانہ باجماعت نماز کیلئے بروقت جملہ ضروریات اورکوائف فراہم کئے جاتے ہیں،تلاوت کیلئے قرآن مجید کی دستیابی اورمرد وخواتین

کی بیٹھنے کیلئے علیحدہ علیحدہ سیکشن ہوتے ہیں اس طرح ہوٹلوں اور ریسٹورینٹس میں چائے یا پینے کیلئے اُن جانوروں کا دودھ پیش کیا جاتا ہے جن کا استعمال اسلام میں جائز ہے کھانوں میں اُن جانوروں کا گوشت جن کا اسلامی نقطہ نگاہ سے کھانا حلال ہو اور وہ عین اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو، کا گوشت پکایا اور پیش کیا جاتا ہے اس کے علاوہ شراب کی عدم فراہمی، خنزیر یا دیگر ممنوع جانوروں کا گوشت اور دودھ نہیں دیا جاتا۔ رمضان کے آیام میں سحری وافطاری سمیت تراویح کیلئے مناسب انتظامات کئے جاتے ہیں۔

حلال سیاحت کی حدود وقیود : Limits and restrictions of Halal Tourism

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی پیدائشی دن سے لے کر مرنے تک، جملہ پہلوؤں میں رہنمائی کرتا ہے اور ہر پہلو کے حدود وقیود متعین کر چکا ہے۔ اعتدال کے لحاظ سے اسلام کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ یہاں تمام امور چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی میانہ راوی کو نہ صرف سراہتا ہے بلکہ حوصلہ افزائی کرتا ہے ایسا کہنا درست نہیں کہ دین اسلام کا مزاج خشکی پر مبنی ہے ، یہاں جمود ہے ، بلکہ اسلام تو تنگ نظری، جمود یا تنہا پسندی کا سختی سے رد کرتا ہے انسانی زندگی سے متعلق جملہ اموروضروریات جس میں سیاحت، سیر و تفریح اور زندہ دلی سمیت دیگر بہت سے متعلقہ ہم آہنگ امور کو بروئے کار لانے والا دین ہے۔ یہاں نہ تو خود ساختہ عبادات ورہبانیات کی کوئی پہلو و گنجائش ہے نہ ہی زندگی برائے کھیل کود اور لغویات کی جواز ہے بلکہ میانہ راوی اور اعتدال ہے۔ احکامات کے لحاظ سے دین اسلام کا خلاصہ دو چیزیں پر مبنی ہے ایک حلال دوسرا حرام۔ حلال میں وہ چیزیں ہیں جن میں جائز اشیاء سے استفادہ لینا اور حرام اشیاء سے حتیٰ الوسع اپنے آپ اور اہل وعیال کو بچانا ہے۔ مطلب بحیثیت مسلمان زندگی کا مقصد اور منہج ہی یہی ہے کہ وہ حرام سے اجتناب کریں اور حلال کو اختیار کریں۔ اسلامی تعلیمات میں حرام وحلال کے حوالے سے بہت زیادہ تعلیمات اور ذخیرہ احکامات موجود ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حلال کو اختیار کرنے اور حرام سے پرہیز کرنے کی تلقین وتاکید کی ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے :

"طلب الحلال واجب على كل مسلم"[1]

ترجمہ: "حلال کی طلب تمام مسلمانوں پر واجب (لازم) ہے"۔

سیر و سیاحت اور خوشگوار لمحات گزارنے کے حوالے سے دین اسلام کے تعلیمات کیا ہیں؟ دیکھا جائے تو ایک یہ ایک عام فہم سوال بھی ہے اور دوسری طرف یہ ایک اہم پہلو بھی رکھتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا فقدان یا اس سے دوری کی وجہ سے عام زندگی میں کافی زیادہ الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں جبکہ دور حاضر کی طرح ماضی میں ایسی غلط فہمیاں پیدا نہیں ہوئی تھیں وجہ یہ ہے کہ ماضی میں مسلمانوں کیلئے اس بات کا اہتمام وانتظام موجود تھا کہ دینی ماحول اور تعلیم وتربیت فقط گھروں تک محدود نہیں تھا بلکہ بازاروں ،مارکیٹوں ،مدارس ومساجد، کھیل کود کے میدان العرض زندگی کے ہر پہلو اور شعبے میں دین اسلام کے منور تعلیمات پر عمل کرنے

کیلئے کوئی کنفیوژن یا رکاوٹ نہیں تھا ہر مسلمان کا طرز زندگی اسلامی تعلیمات پر منور تھی۔ کیونکہ سارا ماحول ہی شرعی ہوا کرتا تھا اس لئے ایسی ماحول میں وہ خود بخود ایک کامل مسلمان ہوا کرتا تھا اور اُس کا مزاج و طرز عمل شریعت کے احکامات کے مطابق ہوتا تھا۔ اس اسلامی ماحول میں ایک مسلمان پر اسلامی رنگ اتنا غالب ہوتا تھا کہ اس پر اسلامی تعلیمات کے برعکس دوسرا رنگ آسانی سے نہیں چڑھ سکتا تھا جن کی برکتوں کی وجہ سے وہ ایک کامل مسلمان گردانا جاتا تھا لیکن گزشتہ دو صدیوں سے معاشرے میں اسلامی فضا کم ہوگئی ہے اسلامی تعلیمات ماند پڑ گئے اور آئے روز دین اسلام سے دوری کے اسباب وسامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اب اس صورتحال میں وقت کا تقاضا یہ ہے کہ عوام الناس کا ہر پہلو میں ایسی تعلیم وتربیت کا اہتمام وانتظام کیا جائے جہاں اُن کے جزئی مسائل کے ساتھ ساتھ ذہن سازی بھی کی جائے اور اُن کی زندگیوں کو اسلامی رنگ میں رنگا دیا جائے، اُن کے اذہان کو اسلامی احکامات کے عین مطابق تشکیل دیئے جائیں۔ بدیں وجہ یہاں اختصار کے طور پر سیاحت کے کچھ اداب وحدود ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱: حداعتدال LIMIT MODERATION

عبادات ہو معاملات، عائلی زندگی ہو یا انفرادی دین اسلام کا مزاج ہر معاملے میں اعتدال پسند ہے اور میانہ راوی کو محبوب رکھتا ہے یہاں خشکی یا انتہا پسندی کا کوئی جواز نہیں ،اسلام انسانی زندگی سے متعلقہ جملہ ہم آہنگ ضروریات کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے والا مذہب ہے جو مذہب عبادات میں تجاوز پر یقین نہیں رکھتا بلکہ اس کا سختی سے مذمت اور حوصلہ شکنی کرتا ہے وہ عام معاملات میں کس طرح بے لگام ہونا پسند کرتا ہے البتہ ہر کام میں اعتدال کے ساتھ آسانی پیدا کرنا اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" یریداللّٰهُ بِكُمُ الیسر وَلاَ یُرِیدُ بِكمُ العُسرَ[۲]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ آسانی پیدا فرمانا ہے اور تم پر سختی لانے کا ارادہ نہیں ہے"

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ دین اسلام میں کسی خوشی منانے یا سیر وسیاحت کی جواز کا پہلو نہیں ،اسلام کو قبول کرنے کے بعد فقط عبادات وریاضات ہی ہوتے ہیں ،کوئی خوشی نہیں منانی چاہیے دنیا سے الگ ہو کر تارک دنیا بن کر رہبانیت کی زندگی گزارنا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک ذاتی سوچ ہو سکتا ہے، حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور قسم کا طبقہ بھی ہے جن کا خیال اور خواہش یہ ہے کہ اسلام نماز، روزے اور دیگر چند مخصوص عبادات کا نام ہے باقی جو چاہے کرلیں چاہے آپ ہندوؤں کی رسم اپنالیں، چاہے آپ عیسائیوں اور یہودیوں کی نقل کریں یا معاشرے کے بدکردار اور بے دین لوگوں کی رہن سہن اپنالیں ،یہ دوسری قسم کی انتہا پسندی ہے۔ یہ دونوں پہلو اسلامی شریعت سے متصادم اور برخلاف ہیں اور دین اسلام سے ہم آہنگ وہم مزاج نہیں۔ بحیثیت ایک مسلمان سب سے مقدم یہ سوچنا چاہیے کہ سیر وسیاحت کے حوالے سے دین اسلام کے

تعلیمات اور عتدال کس درجے کا ہے؟ یہ اسلام کی اعتدال پسندی ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ اور تابعین حضرات ،اسلاف امت اور بزرگان دین کی زندگیاں جہاں خوف خدا کی کمال درجے کے نمونے ہیں ، وہیں سیر وسیاحت ، کھیل کود، دل لگی اور خوش دلی کے حوالے سے بھی زہد و خشیت الٰہی کے لاثانی نمونے اور اسوہ ہیں یہی وجہ ہے کہ دیگر بہت سارے امور کی طرح اسلام میں اعتدال کے ساتھ سیاحت نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہیں۔

۲: وقت کی قدر واہمیت: THE VALUE OF TIME

تقریباً سبھی مذاہب اور اقوام کے نزدیک وقت انتہائی قیمتی اور بیش بہا نعمت خداوندی ہے ہر مذہب میں پابندی وقت کا درس اور تلقین ملتا ہے دین اسلام جو مکمل ضابطہ حیات ہے، وقت کی پابندی کا علمبردار اور داعی ہے قرآن مجید میں پانچ نمازیں وقت پر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَوْقُوتاً" [۳]

ترجمہ: "بے شک نماز مؤمنین پر مقررہ وقت میں فرض کی گئی ہے"

کسی بھی قوم یا ملک کی فلاح وبہود میں جو بنیادی کردار ہوتا ہے وہ بلا مبالغہ وقت ہی ہے جس کا کردار سر فہرست ہوتا ہے ایک مسلمان ہونے کے ناطے دوسروں کی نسبت وقت کی زیادہ سے زیادہ قدر کرنا چاہیے جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ دنیا آخرت کی دنیا پر موقوف ہے اس کی مثال کھیت جیسی ہے۔ کھیت میں جو بویا جائے گا وہی کاٹنا بھی پڑتا ہے بالکل اسی طرح اس فانی جہان میں جو عمل بویا جائے گا، جہان دوم میں وہی کاٹا بھی جائے گا۔ اس جہاں میں اگر ایک مسلمان وقت کی قدر وقیمت جان لیں اور اپنی زندگیوں کو نیک، فلاحی اور بھلائی کے کاموں میں صرف کر لیں تو آخرت میں اس کا بہتر صلہ اور اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"كُلُوا وَشرَبُوا هَنِيئًا بِما اَسلَفتُم فِي الايامِ الخَالِية "[٤]

ترجمہ: (اُن سے کہہ دیا جائے گا) خوب کھاؤ اور پیو اُن (نیک اعمال) کے عوض جن کو تم پچھلی (زندگی) کے دنوں میں آگے بھیج چکے تھے"

دوسری طرف اگر دنیاوی زندگی جو نیک اعمال کے لئے ایک بہترین موقع ہے ، اگر سستی ، غفلت ، کاہلی ، فضولیات اور لغویات میں گزارا تو نتیجتاً اُس نہ ختم ہونے والی زندگی میں ماسوائے افسوس، ندامت اور مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ آئے گا نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

" أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ "[٥]

ترجمہ: " (قیامت کے دن بندے سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر (زندگی) نہیں دی تھی کہ اس میں (اگر) کوئی شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا، وہ کر سکتا تھا اور (پھر) تمہارے پاس وعید سنانے والا بھی آچکا تھا، پس اب (عذاب کا) مزہ چکھو سو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا "

جبکہ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ :
"عن أبي بَرْزَةَ نَضْلَةَ بن عبيد الأسلمي -رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول "لا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَومَ القِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ فِيهِ ؟ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ ؟ وفِيمَ أَنْفَقَهُ ؟ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ ؟ "[6]

ترجمہ: " قیامت کے دن بندہ اس وقت تک (اللہ تعالیٰ کے سامنے) کھڑا ہی رہے گا ، جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھا نہ جائے گا، ا:اس نے اپنی عمر کس مشغلے میں گزارا ، ۲۔اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا، ۳۔اس نے مال کہاں سے کمایا اور کس طریقے سے خرچ کیا۔ ۴: اس نے اپنی جوانی کس کام میں گزارا۔"

اس لیے سیاحت سے لطف اندوز ضرور ہونا چاہیے لیکن اس کو قیمتی زندگی کا مقصد نہ سمجھا جائے کہ ساری زندگی سیر و سیاحت میں بیت جائے۔

۳: سفر کیلئے اچھی نیت کرنا: GOOD INTENTIONS FOR JOURNEY

دین اسلام میں ہر عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے، کسی نیک کام کو انجام دینے کیلئے اگر نیت میں کوئی فتور ہو تو اجر تو درکنار، پکڑ بھی ہو سکتا ہے۔اسلامی نقطہ نگاہ سے جائز امور کیلئے سیر و سیاحت درست بلکہ بعض صورتوں میں مطلوب ہے جیسا کہ قرآن مجید کے متعدد مقامات میں "سِیرُوا فِی الأَرضِ" کا اِذن اور ترغیب ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"قُلْ سِيْرُوا فِي الأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْن "[7]

ترجمہ: " کہہ (اے رسول) روئے زمین پر چلو پھیرو،اور دیکھو کہ مجرموں (گناہ گاروں) کا کیا انجام ہوا"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"قُل سِيْرُوْا فِی الْأَرْضِ فانظُرُوا كَيف كَانَ عَاقِبَةُ الذِينَ مِن قَبلُ ، كَانَ اكثرُهُم مُشرِكِين "[8]

ترجمہ: " کہہ دو (اے نبی) روئے زمین پر چلو پھیرو، پھر دیکھو کہ اُن لوگوں کا انجام کیا ہوا جو اُن سے پہلے گزرے ہیں، اُن میں سے اکثر مشرک تھے۔"

ان دونوں آیات میں غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ " سِیرُوا فِی الارضِ" یعنی سیر و سیاحت نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ سیاحت نیک نیتی سے اور با مقصد ہو فقط کھیل کود کی عرض سے نہ ہو۔بڑے ہستیوں کے علاقے اور اُن کے آثارات کو دیکھنے سے نعمتوں کے اسباب کی خواہش پیدا ہو، نیک کام کرنے کا شوق پیدا اور مغضوبین و گناہگار و نافرمان لوگوں کے آثارات دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے پناہ و بچنے کی داعیہ پیدا ہو، دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔ شریعت مطہرہ میں ہر کام کی نیکی اور بدی دیکھی جائے گی اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کے روبرو نیت کے اعتبار سے ہی سزا و جزاء کا فیصلہ کیا جائے گا۔اس دنیا میں کسی بھی انسان کا کوئی بھی عمل نیت کے بغیر نہیں چلے گا، نیت کے بغیر کسی عمل کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔اسلامی نقطہ نظر سے

اس جہاں میں انسانی عمل کے ہر پہلو میں تمام اعمالوں کا دارومدار نیت پر ہی موقوف ہے۔اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی خالص رضا کی خاطر عمل کرنا فلاح و نجات کا ذریعہ وضامن ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"انمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإنما لِكلِ امرِى مَا نَوىٰ،فَمَن كَانَ هِجرَتُه اِلٰى اللهِ وَرَسُولِه فَهِجرَتُه اِلىٰ اللهِ،وَمَن كَانَت هِجرَتُه لِدُنيَايُصِيبُهَا اَو اِمرَاة يَنكِحُهَا فَهِجرَتُه اِلىٰ مَا هَاجَرَ اِلَيهِ"[9]

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد ہے کہ "بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو اُن کے نیت کے مطابق ہے صلہ ملے گا۔پس جن کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کیلئے خاص ہو تو اُس کی ہجرت اللہ کیلئے ہی ہے (یعنی اس کا اجر اللہ ہی کے ذمے ہوگا) اور جن کی ہجرت کا مقصد دنیا کا حصول یا کسی عورت سے نکاح ہو تو اُن کی ہجرت اُنہی کیلئے ہے جن کا اُس نے نیت کی ہو"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

" عن ابى ہر یر ۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَ لَمْ يَعْمَلْها كَتَبْتُها لَهُ حَسَنَةً ،فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهالَهُ عَشْرَحَسَنَات إِلَى سَبْعِ مَائَةِ ضِعفٍ "[10]

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ کسی نیک اور بھلائی کے کام کا اردہ کریں لیکن کسی مجبوری یا عذر کی بناء پر وہ کام کرنہ سکے تو بھی اُس کے اعمال نامے میں اُس نیک نیت کے عوض ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ نیک کام کو انجام دیں تو دس گنا اجر ملے گا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

" مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِها "[11]

"جو شخص اپنے ساتھ (آخرت میں) ایک نیکی لائے گا تو اُس کو (بطور انعام واکرام) اس کی طرح دس نیکیاں دی جائیں گی"۔

اس وجہ سے سفر شروع کرنے سے قبل نیت کو درست اور نیک کرنا چاہیے،نیت درست ہو تو روئے زمین پر سفر کرنا مستحسن ہے۔ اللہ جل شانہ کے ہاں نیت باہم اتفاق کا سبب ہے، جیسا کہ کلام پاک مین حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

" اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ"[12]

'' یہ دونوں صلح کرنا چاہے، تو اللہ تعالیٰ اُن میں موافقت پیدا کردے گا"

حدیث شریف میں بھی اسی طرح حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ:

" عن ابو هريرة رضى االله عنهُ قال رسول اللهﷺإنَّ اللہَ تَعَالىٰ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَ رِ كُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ "[13]

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "بے شک اللہ جل شانہ تمہاری (ظاہری) صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں (نیتوں) اور اعمال کو دیکھتا ہے ''۔

ان قرآنی آیات اوراحادیث مبارکہ سے معلوم ہوتاہے کہ سیر و تفریح ترغیبی امور ہیں ،انبیاء کرامؑ کی زندگی کامطالعہ کی جائے تواُن کے زندگیوں میں بھی سفر کے حوالے سے کافی زیادہ آثار دیکھنے کو ملتے ہیں، حضرت آدم علیہم السلام کاآسمان سے زمین تک کاسفر، حضرت نوحؑ کاکشتی میں سفر کا ثبوت ، حضرت ابراہیمؑ کافلسطین ، عراق اورکئی بارمکہ مکرمہ کے اسفار قرآنی آیات سے ثابت ہیں، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃوالسلام کے اسفارقرآن مجیدمیں سراحت کے ساتھ وارد ہوئے ہیں اور حضرت محمدالرسول اللہ خاتم النبین ﷺ کی زندگی اورسیرت طیبہ کامطالعہ کی جائے تو ہجرت اور غزوات کے بکثرت اسفار دیکھنے کو ملتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین اور بزرگان دین کاعلوم نبوت کے حصول کیلئے دور دراز کے اسفاردورحاضر میں مبلغین حضرات کاملک درملک اسفارمنہ بولتا ثبوت ہیں۔

۴: غیرمسلموں کے تہواروں میں شرکت : PARTICIPATION IN NON-MUSLIMS FESTIVALS

مسلمانوں کے علاوہ دیگرمذاہب اورادیان جیساکہ یہودیوں ، پارسیوں ،ہندوؤں ،عیسائیوں وغیرہ کے مذہبی تقریبات اورتہواروں میں شرکت کرناکفارسے مشابہت کی وجہ سے ناجائزاورحرام ہیں۔احادیث نبوی ﷺ میں مشرکین ، کفار،نصاریٰ اوریہودیوں سے مشابہت اوراُن کے رسم ورواج کواپنانے کی سختی سے وعید سنائی گئی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمایا کہ :

" مَن تَشبه بِقَومٍ فهو مِنهُم "[١٤]

ترجمہ: "جس شخص نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی، تواُن کا شمار بھی اُنہی میں سے ہوگا۔"

جس طرح غیرمذاہب کے لوگوں کے عبادات وغیرہ کرنا منع اورحرام ہیں بالکل اسی طرح کسی بھی قول، فعل یا تقریروتحریر کے ذریعے اُن کاتائید کرنایااُن کو تقویت پہنچانا،اُن کے تقریابت کورونق بخشناناجائزوحرام ہے۔ دیوالی، ایسٹر، ہولی کرسمس وغیرہ میں شرکت سے اجتناب کرناہرمسلمان پرلازم ہے۔یادرہے کہ اگرغیر مسلموں کے تہوارمیں شرکت اُن سے محبت یاعظمت کی بناء پر ہوتواس صورت کو بعض فقہاء نے کفر بھی لکھاہے۔یعنی جو مسلمان شخص غیرمذہب میں سے کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کرتا ہے تواس کا شمار اسی قوم کے ساتھ کیاجائے گا اورجو شخص ان کے عبادات اور عمل سے راضی ہوگاتووہ اُن کے اعمال میں شریک سمجھاجائے گا۔

"قال العلامة المناوی فی شرحه: ای من کثرسوادقوم بان ساکنهم و عاشرهم و ناصرهم فهو

منهم وان لم يكن من قبيلتهم او بلدهم"[15]

ترجمہ: "مناویؒ نے اپنے شرح میں لکھاہے کہ یعنی جو بھی ان لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کی تائید کررہے ہوتے ہیں ، اُن کا شمار اُسی میں سے ہوگا ضروری نہیں کہ وہ اُن کے ملک یا قبیلے کے ہو یا نہ ہو"۔

اس سے ثابت ہوتاہے کہ اُن کے تقریبات، تہواروں یا عبادات میں ایسی شرکت کرنا کہ اُن کی تعداد میں اضافہ معلوم ہو،اُن کی عبادات کو تقویت ملے، یا کوئی مدد وتعاون ملے تو ایک مسلمان شخص العیاذ باللہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھ سکتا ہے۔

۵: خواتین کا تنہا سفر: Alone Journey of Women

خواتین کا شرعی سفر (مسافت) یا اس سے زیادہ مسافت محرم کے بغیر شرعی لحاظ سے ممنوع ہے بغیر محرم کے سفر کی صورت میں وہ گناہ گار ہوں گی، جس پر اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرنا لازم ہے، حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

" عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:" لا يحل لامرأة تؤمن باالله واليوم الآخر أن تسافر مَسِيرَةَ يومٍ وليلةٍ ليس معها حُرْمَةٌ "وفي رواية:آخر" لا تُسافر مَسِيرَةَ يومٍ إلا مع ذي مَحْرَم "[16]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " جو عورت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتی ہے اُس کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایک رات، ایک دن محرم کے بغیر سفر کرے۔" ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ "عورت ایک دن کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔"

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

" عن ابن عباس رضي الله عنهما، أنه: سمع النبي صلى الله عليه وسلم، يقول : لايخلونّ رجل بامرأة ، و لا تسافرنّ امرأة إلا و معها محرم " ، فقام رجل فقال : يا رسول الله، اكتتبتُ في غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتي حاجةً، قال : اذهب فحجّ مع امرأتك "[17].

ترجمہ: "کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے اور کوئی خاتون اکیلی (شرعی مسافت) سفر نہ کریں مگر اس حال میں کہ اُس کے ساتھ محرم موجود ہو، ایک شخص نے پوچھا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں غزوے کیلئے میرا نام لکھا گیا ہے جبکہ میری زوجہ حج بیت اللہ کیلئے گھر سے نکل چکی ہے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ "

اس روایت کو دیکھا جائے تو ایک طرف انتہائی مبارک حکم کی تکمیل یعنی جہاد ہے تو دوسری طرف حج بیت اللہ کی طرف سفر ہے امن وامان کے لحاظ سے حضور ﷺ کا زمانہ ہے مطلب عورت کا تنہا سفر کوئی مشکل یا ناممکن نہیں تھا لیکن اس کے باوجود بھی حضور نبی کریم ﷺ نے جہاد کے بجائے اپنی زوجہ کو تنہا سفر سے روک کر شوہر کے

ساتھ سفر کا حکم دیا۔اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے عورت کا تنہا سفر جائز نہیں چہ جائیکہ حج بیت اللہ کا انتہائی بابرکت سفر کیوں نہ ہو۔اگر بغیر محرم کا حج یا عمرہ کیا تو گناہ گار ہو گی اُس پر اس فعل کا توبہ واستغفار لازم ہے۔تاہم اس کا حج یا عمرہ عند اللہ قبول ہو گا۔

ان تعلیمات کی روشنی میں ایک عورت کا اکیلے سیاحت کیلئے جانا جائز نہیں۔کیونکہ عورت ذات کا دور حاضر میں جہاں ہر طرف فتنے ہی فتنے ہیں، کسی بڑی ازمائش اور نقصان سے خالی نہیں ہے۔

٦: پرخطر علاقوں کی سیاحت: Tour to Dangerous Areas

جہاں انسان کی جان،مال یا عزت محفوظ نہ ہو،اُن مقامات کا سیر کرنا اسلامی نقطہ نگاہ سے جائز نہیں،نہ ہی وہاں اپنے بال بچوں کو لے جانا درست ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ :

"وَلَا تُلْقُوْ ا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ"[١٨]

ترجمہ: "اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو"

اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان کو ان تمام امور سے بچنا چاہیے جہاں ان کا نقصان کا اندیشہ ہو۔ظاہری بات ہے جہاں پر خطر علاقہ ہو وہاں خوانخواہ سیر وسیاحت سے گریز کرنا موجب ہے۔

٧: فحاشی مقامات سے اجتناب: Avoid from Obscenity Places

معمول اور تجربے کی بات ہے کہ جہاں مختلف اقوام اور مختلف ممالک کے لوگ جمع ہوں وہاں اکثر غیر شرعی باتیں اور سر گرمیاں دیکھنے کو ملتی ہیں ان میں سب سے پہلا قدم جو فحاشی کی طرف بڑھتا ہے وہ نظر کا غلط استعمال ہے۔جبکہ اسلام فحاشی اور اس کے تمام محرکات کی قلع قمع کرنے کا حکم دیتا ہے دین اسلام وہ واحد دین ہے جس نے بے حیائی کو روکنے کیلئے بہت سخت قوانین وضع کئے ہیں حتیٰ کہ آنکھ کا غلط استعمال پر بھی پابندی لگائی ہے اور اس کو شیطان کا تیر قرار دیا ہے۔وجہ یہ ہے کہ آنکھ سے بے حیائی کے شروعات ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے :

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ "[١٩]

ترجمہ: "(اے رسول) مسلمان مردوں کو حکم دیں کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں ،یہ اُن کیلئے بہت پاکیزگی کی بات ہے،بے شک اللہ تعالیٰ اُن اعمال سے باخبر ہیں جو وہ کرتے ہیں۔"

حضور ﷺ نے بھی اس مہلک گناہ کو مٹانے اور ختم کرنے کے لیے ارشاد فرمایا :

"عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "النظرة سهم من سهام إبليس مسمومة من تركها مِن خوف الله أثابه الله إيماناً يجد حلاوته في قلبه"[٢٠]

ترجمہ : "حضرت حذیفہ رضہ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے،جو شخص اللہ کے خوف سے اپنی نظر (غلط استعمال سے روکے)

اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا کرے گا جس کی حلاوت اور مٹھاس اپنے دل میں محسوس کرے گا۔"

لہٰذا عصر حاضر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے اور ان شرائط کی درجہ بندی کی جائے کہ کونسی کونسی ایسی شرائط ہیں جن کے پورا نہ ہونے سے کوئی چیز حرام یا مکرہ ہو سکتی ہے، اور ان پر عمل کرنا شرعاً واجب اور ضروری ہوتا ہے۔ جبکہ کونسی ایسی شرائط ہیں، جو مباح اور مستحب کے درجے میں ہیں اور ان کو پورا نہ ہونے کی صورت میں چیز حرام نہیں ہوتی۔ اس حوالے سے موجود تشویش کو دور کیا جا سکے اور حلال انڈسٹری اور اس سے متعلقہ معیارات کی شرعی حیثیت کا تعین ہو سکے۔

نتیجہ اور سفارشات : Conclusion and Recommendations

اس علمی بحث کے اہم نتائج اور سفارشات درج ذیل سطوروں میں علیحدہ علیحدہ بیان کئے جاتے ہیں۔

نتائج

۱: دین اسلام ضابطہ حیات ہے جس کی بناء پر سیر وسیاحت سمیت انسانی زندگی کی جملہ پہلوؤں اوران کے اسلامی شرائط وآداب تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

۲: اسلامی سیر وسیاحت جس کا نئی اصطلاح حلال سیاحت ہے، شریعت اسلامیہ کے جملہ آداب واحکام کی روشنی میں خدمات فراہم کرنے کا سب سے مؤثر اور بڑا علمبردار ہے۔

۳: حلال سیاحت ملکی معیشت اور اسلامی اقدار کو فروغ دلوانے میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔

۴: حلال سیاحت کا شعور اور ادراک دور حاضر کی اہم ضرورت ہے۔

۵: بہترین، محفوظ اور پاکیزہ خدمات فراہم کرنے پر حلال سیاحت مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کیلئے بھی اہمیت کا حامل ہے۔

۶: حلال سیاحت کے عمومی حدود وقیود کے ساتھ ساتھ پانچ بنیادی پہلو ہیں جیسا کہ حلال خوراک، حلال کمائی، حلال ذرائع آمد ورفت، حلال سیاحت اور حلال ریسٹورینٹس۔

۷: حلال سیاحت کی مد میں نوجوان نسل کی بہترین تربیت کی جا سکتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ حلال سیاحت کو مکمل حدود وقیود میں کرکے رضائے الٰہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں اسلامی تہذیب وتمدن کی ترویج وتشہیر کا بہترین فورم ہے۔

خلاصہ

اس بات میں کسی قسم کی کوئی اختلاف نہیں کہ اسلامی وشرعی حدود میں رہتے ہوئے اسلام نے سیاحت کی اجازت دی ہے جہاں اخلاقی ودینی تعلیمات کا پابندی لازم کی جائے گی انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں بشمول سیر وسیاحت کے اسلامی شرائط وآداب بالتفصیل بیان کرتا ہے اسلام نے سیاحت کے حوالے سے بھی وہ حدود وقیود وضع کئے

ہیں جن پر عمل کر کے انسانوں کی فلاح و بہبود کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔اس کے بر عکس اُن حدود کی پامالی سے منع کیا گیاہے جن میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی نافرمانی یادین اسلامی کے تعلیمات کی پامالی ہو۔علاوہ ازیں جوانسانوں کی اخلاقی ،معاشی اور معاشرتی حوالے سے نقصان دہ ہوں ۔جو تہوار یاتقاریب دیگر اقوام میں مروج ہیں ،وہ تقریباً سبھی یا اکثر ایسے بنیادوں پر استوار ہیں جو دین اسلام کے تعلیمات کے متصادم اور خلاف ہیں،جس کی وجہ سے شریعت اسلام نے ان کو ممنوع قرار دیئے ہیں اوران سے احتراز کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ اداب دیئے ہیں کہ اگرخوشی منانا ہے تو اسلام کے اُن حدود میں منائیں جن کا دنیاوآخرت میں نہ کوئی نقصان ہے نہ وبال اور دنیاوآخرت میں نجات کاذریعہ ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري أبوالحسين،صحيح مسلم،دار إحياء الكتب العربية عيسى البابي الحلبي وشركاه،حديث نمبر١٥٩٨

[2] القرآن،التوبه ١٨٥:٩

[3] القرآن،النساء ١٠٣:٤

[4] القرآن،الحآقة ٦٩:٢٤

[5] القرآن،الفاطر٣٧:٣٥

[6] الترمذی، محمدبن عیسیٰ،سنن ترمذی،میرمحمدکتب خانه کراچی،جلدنمبر٢، حدیث نمبر٦٧

[7] القرآن،النمل ٢٧:٤٩

[8] القرآن،الروم ٣٠:٤٢

[9] البخاری،محمد بن اسماعیل،الصحیح،بیروت دارالحدیث،رقم الحدیث،٢٥٢٩

---

[10] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري أبوالحسين،صحیح مسلم،کراتشی،قدیمی کتب خانه،۱۳۷۵ھ، جلدنمبر۱ حدیث نمبر۱۱۷

[11] القرآن،الانعام ٦:١٦٦

[12] القرآن،النساء ۳۵:۴

[13] مسند امام احمدابن حنبل، جلدنمبر۳، صفحه نمبر۳۸۵، حدیث نمبر۲۵۰

[14] المسندالجامع،محمودمحمدخالی،دارالجبل،بیروت،جلدنمبر۱،حدیث نمبر۸۱۲۷

[15] فیض القرآن، جلال الدین سیوطیؒ،ضیاء القرآن پبلیکیشن،کراتشی رقم الحدیث،۱۵٦

[16] البخاری،محمد بن اسماعیل،الصحیح،مکنبةالملک فهد،الریاض،رقم الحدیث،۱۳۳۹

[17] البخاری،محمد بن اسماعیل،الصحیح،مکنبةالملک فهد،الریاض،رقم الحدیث،۵۹

[18] القرآن،البقره ۱۹۵:۲

[19] القرآن،النور ۳۱:۲۴

[20] الترغیب الترہیب،امام ابو محمدذکی الدین، ضیاء القرآن پبلیکیشن،کراتشی جلدنمبر۳،رقم الحدیث،۳۴